

کوئی خدا نہیں

مگر

اللہ

(دنیا و آخرت کی کامیابی، فکر و غم سے آزادی اور مقصد حیات سے ہم آہنگی کا پیغام)

PDFBOOKSFREE.PK

سلطان بشیر محمود (ستارہ امتیاز)

ایٹمی سائنسدان انجینئر (سابقہ) ڈائریکٹر جنرل پاکستان ایٹمک انرجی کمیشن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک ضروری گزارش!

معزز قارئین کرام! اس کتاب کو عام قاری کے مطالعہ، اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی اور ثوابِ دارین کے خاطر پاکستان ورچوئل لائبریری پر شائع کر رہا ہوں۔ اگر آپ کو میری یہ کاوش پسند آئی ہے یا آپ کو اس کتاب کے مطالعے سے کوئی راہنمائی ملی ہے تو برائے مہربانی میرے اور میرے والدین کی بخشش کے لئے اللہ رب العزت سے دُعا ضرور کیجئے گا۔ شکریہ

طالبِ دُعا سعید خان

ایڈمن پاکستان ورچوئل لائبریری

www.pdfbooksfree.pk

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لا اله الا الله

کوئی خُدا نہیں مگر

اللہ

کوئی خُدا نہیں!

یہ کائنات بس ایک حادثہ کا نتیجہ ہے؟

بیس ارب سال پہلے نہ زماں تھا نہ مکاں، اچانک ایک دھماکہ ہوا
اور کائنات وجود میں آگئی۔

یہ کائنات جس میں ایک سو کروڑ سے زیادہ کہکشاہیں ہیں، ہر
کہکشاں میں ایک ارب سے زیادہ ستارے ہیں، اور اتنی بڑی ہے
کہ روشنی اپنی ایک لاکھ اسی ہزار میل کی رفتار سے اربوں سال
بھی سفر کرتی ہے تو دوسرا کنارہ ہاتھ نہ آئے۔ ایک ایسا شاندار
متوازن نظام جس کے زمان و مکان میں ایک ہی قانون
کار فرما ہے، کبھی نہیں ہوا کہ زمین اپنے محور سے ادھر ادھر
ہو جائے، سورج چاند کو اپنی کشش کے بل بوتے پر کھینچ لے یا
ستارے اپنا راستہ بھول جائیں۔

سارے کا سارا نظام، ہر جگہ، ہر وقت، سبھی کے سبھی ستارے اور
سیارے اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ زمان و مکان کی قیود

سے بالاتر وہی سائنسی قوانین جو زمین پر کار فرما ہیں دوسری دنیاؤں کو قابو میں رکھے ہوئے ہیں۔

کیا یہ کروڑوں اربوں ستاروں اور سیاروں کا نظام یونہی وجود میں آگیا ہے؟
اس کے پیچھے کوئی ہاتھ نہیں۔

اسکو کوئی کنٹرول کرنے والا نہیں۔

یہ بس ایک حادثہ ہے۔

سورج فضا میں ایک مقرر راستہ پر پچھلے پانچ ارب سال سے چھ سو میل فی سیکنڈ کی رفتار سے بھاگا جا رہا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ اسکے خاندان کے ۹ سیارے، ۲۷ چاند اور لاکھوں میٹرائٹ کا قافلہ اسی رفتار سے جا رہا ہے، کبھی نہیں ہوا کہ تھک کر کوئی پیچھے رہ جائے یا کوئی آگے نکل جائے۔

چاند تین لاکھ 70 ہزار میل دور زمین پر سمندروں کے پانیوں کو ہر روز دو دفعہ مد و جزر سے ہلاتا رہتا ہے تاکہ ان میں بسنے والی مخلوق کے لئے ہوا سے

مناسب مقدار میں آکسیجن کا انتظام ہوتا رہے، پانی صاف ہوتا رہے، اس میں تعفن پیدا نہ ہو۔

سمندروں کا پانی ایک خاص مقدار میں کھارا ہے۔ پچھلے تین ارب سال سے نہ زیادہ نہ کم نمکین، بلکہ ایک مناسب توازن برقرار رکھے ہوئے ہے تاکہ اس میں چھوٹے بڑے سب آبی جانور آسانی سے تیر سکیں اور مرنے کے بعد ان کے لاشوں سے بو بھی نہ پھیلے۔ انہی میں کھارے اور میٹھے پانی کی نہریں ساتھ بہتی ہیں۔ سطح زمین کے نیچے بھی میٹھے پانی کے سمندر ہیں جو کھاری پانی کے کھلے سمندروں سے ملے ہوئے ہیں۔ لیکن میٹھا پانی میٹھا رہتا ہے اور کھاری پانی کھاری۔ سب میں ایک غیبی پردہ حائل ہے۔

کیا یہ بھی ایک حادثہ ہے؟

اپنے آپ ہو گیا تھا اور خود بخود قائم ہے۔

اس کے لئے کسی عقل کی ضرورت نہیں۔

نو مولود بچے کو کس نے سمجھایا کہ بھوک کے وقت رو کر ماں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائے، ماں کو کس نے حوصلہ دیا کہ ہر خطرے کے سامنے سینہ سپر ہو کر بچے کو بچائے۔ ایک معمولی چڑیا شاہین سے مقابلہ پر اتر آتی ہے یہ حوصلہ اسے کہاں سے ملا؟ مرغی کے بچے انڈے سے نکلتے ہی کیوں چلنے لگتے ہیں؟ حیوانات کے بچے بغیر سکھائے ماؤں کی طرف دودھ کے لئے کیسے لپکتے ہیں؟ جانوروں کے دلوں میں کون محبت ڈال دیتا ہے کہ اپنی چونچوں میں خوراک لا کر اپنے بچوں کے مونہہ میں ڈالیں؟ ان سب کو کون آداب زندگی سکھاتا ہے؟

لیکن پھر بھی کوئی خدا نہیں! یہ سب حادثہ ہے۔

شہد کی مکھی دور دور باغوں میں پھول پھول سے رس چوس کر نہایت ایمانداری سے لا کر چھتے میں جمع کرتی جاتی ہے۔ ایک ماہر سائنسدان کی طرح جانتی ہے کہ کچھ پھول زہریلے ہیں اور ان کے پاس نہیں جاتی، ایک قابل انجینئر کی طرح شہد اور موم کو علیحدہ علیحدہ کرنے کا فن بھی جانتی ہے، جب گرمی ہوتی ہے تو شہد پگل کر بہہ جانے سے بچانے کے لئے وہ

اپنے پروں کی حرکت سے پنکھا چلا کر ٹھنڈا کرتی ہے، موم سے ایسا گھر بناتی ہے جسکو دیکھ کر بڑے سے بڑا آرکیٹیکٹ غش غش کر اٹھتا ہے، ہزاروں کی تعداد میں ایسے منظم طریقے سے کام کرتی ہیں کہ عقل دنگ ہے، ہر ایک میں ایسا راڈار نظام لگا ہوا ہے کہ وہ دور دور نکل جاتی ہیں لیکن اپنے گھر کا راستہ نہیں بھولتیں۔

یہ کیسے ممکن ہوا؟ شہد کی مکھی کو یہ عقل کس نے سکھائی؟

کیا یہ سب محض ایک بے معنی حادثہ کا نتیجہ ہے؟

مکڑی اپنے منہ کے لعاب سے شکار پکڑنے کے لئے ایسا جال بناتا ہے کہ جس کی نفاست اور مضبوطی کو ابھی تک ٹکسٹائل انجینئر نقل نہیں کر سکے، بڑے سے بڑے کیمسٹ ایسا مضبوط دھاگا بنانے سے قاصر ہیں۔ یہ انجینئرنگ اسے کس نے سکھائی؟

گھریلو چیونٹی (aunt) گرمیوں میں جاڑے کے لئے خوراک کو جمع کرتی ہے، اپنے بچوں کے لئے گھر بناتی ہے، ایک تنظیم سے رہتی ہے جہاں نظامت کے تمام اصول حیران کن حد تک کارفرما ہیں۔

معاشرتی نظام کے یہ اصول اسے کس نے سکھائے؟

کیا یہ سب کچھ خود بخود ہی ہو گیا؟

کیا زمین اس قدر عقل مند ہے کہ اس نے بھی خود بخود لیل و نہار کا نظام قائم کر لیا، خود بخود اپنے محور پر ۲/۱، ۶۷ ڈگری جھک گئی تاکہ بہار، گرمی، سردی اور خزاں کے موسم آتے رہیں اور انسان کو ہر طرح کی سبزیاں، پھل اور خوراک ملتی رہتی ہیں؟

نہ صرف یہ بلکہ زمین نے اپنے اندر شمالاً، جنوباً ایک طاقتور مقناطیس بھی خود بخود ہی قائم کر لیا تاکہ اسکے مقناطیسی اثر کی وجہ سے بادلوں میں بجلیاں کڑکیں جو ہوا کی نائٹروجن کو نائٹرس آکسائیڈ میں بدل کر زمین پر پودوں کے لئے کھاد مہیا کریں، سمندروں پر چلنے والے بحری جہاز، سب میرین

اور ہواؤں میں اُڑنے والے طیارے اس مقناطیس کی مدد سے اپنا راستہ پائیں، نیز آسمانوں سے آنے والی مہلک شعائیں اس مقناطیسی قوت سے ٹکرا کر واپس پلٹ جائیں تاکہ زمین پر مخلوق ان کے مہلک اثرات سے محفوظ رہے۔

کیا اس عظیم نظام کے پیچھے کوئی ہاتھ ہے؟ یا یہ سب کچھ بھی فضا اور زمین نے مل کر خود ہی سوچا اور کر لیا؟

پھر دیکھئے! زمین، سورج، ہواؤں، پہاڑوں اور میدانوں نے اپنے آپ ہی سمندروں سے سمجھوتا کر لیا کہ سورج کی گرمی سے آبی بخارات اٹھیں گے، ہوائیں اربوں ٹن پانی کو اپنے دوش پر اٹھا کر پہاڑوں اور میدانوں تک لائیں گی، ستاروں سے آنے والے ریڈیائی ذرے بادلوں میں موجود پانی کو اکٹھا کر کے قطروں کی شکل دیں گے اور پھر یہ میٹھا پانی خشک میدانوں کو سیراب کرنے کے لئے برسے گا۔ جب سردیوں میں پانی کی کم ضرورت ہوگی ان دنوں یہ پہاڑوں پر برف کے ذخیرے کی صورت میں جمع ہوتا جائے گا۔ گرمیوں میں جب زیادہ پانی چاہیے تو پگھل کر ندی نالوں اور

دریاؤں کی صورت میں میدانوں کو سیراب کرتے ہوئے واپس سمندروں تک پہنچ جائے گا۔ ایک ایسا نظام جو سب کو پانی دیتا ہے اور کچھ ضائع نہیں جاتا۔ کیا اس سب کے پیچھے کوئی ڈیزائن نہیں؟

کیا ہماری اپنی زندگی بھی ایک حادثہ ہے؟ ہمارے پنکڑے خون میں شوگر کی ایک خاص مقدار کو بڑھنے نہیں دیتے، دل کا پمپ ہر منٹ میں ستر اسی دفعہ بغیر آرام بلا تھکان 75 سالہ زندگی میں تقریباً تین ارب دفعہ دھڑکتا ہے۔

ہمارے گردے (Kidneys) ایسے بے مثل عجیب فلٹر ہیں جو جانتے ہیں کہ خون میں سے جو مفید ہے وہ رکھ لیتا ہے اور فضلات کو باہر پھینک دیتا ہے۔ معدہ حیران کن کیمیکل فیکٹری ہے جو خوراک سے زندگی بخش اجزاء مثلاً پروٹین، کاربوہائیڈریٹ وغیرہ کو علیحدہ کر کے فضلات کو باہر پھینک دیتا ہے۔

کیا انسانی جسم کے یہ شاہکار، انجینئرنگ اور سائنس کے یہ بے مثل نمونے، چھوٹے سے پیٹ میں یہ لاجواب فیکٹریاں، یہ سب کچھ بھی ایسے ہی بن گئے، کسی ڈیزائنر، موجد اور خالق کی ضرورت نہیں؟

دماغ کو کس نے بنایا؟ مضبوط ہڈیوں کے خول میں بند، پانی میں یہ تیرتا ہوا عقل کا خزانہ، معلومات کا سٹور، احکامات کا مرکز، انسان اور اسکے ماحول کے درمیان رابطہ کا ذریعہ، ایک ایسا کمپیوٹر ہے کہ انسان اسکی بناوٹ اور ڈیزائن کو ابھی تک سمجھ نہیں پایا، لاکھوں کوششوں کے باوجود انسانی ہاتھ اور ذہن کا بنایا ہوا کوئی سپر سے سپر کمپیوٹر اسکے عشر عشر کی قابلیت کو بھی نہیں پہنچ سکا۔ یہ کیسے ہو گیا؟

انسان کا ایک ایک خلیہ (Cell) شعور رکھتا ہے۔ اسکے جینز میں ہماری پوری قسمت لکھی ہوئی ہے اور زندگی اس بند پر و گرام کے مطابق خود بخود کھلتی رہتی ہے۔ جسم کا خلیہ خلیہ اپنے وجود میں مکمل شخصیت ہے، ہماری زندگی کا پورا ریکارڈ، ہماری عمر کا سارا حساب ہماری عقل و دانش، غرض

ہمارے متعلق سب کچھ ہمارے خلیات میں لکھا جا چکا ہے۔ یہ کس نے لکھا ہے؟

حیوانات ہوں یا نباتات سب کی دنیا میں بیج کے اندر پودے کا پورا نقشہ بند ہے، یہ کیسے ہوا؟

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ خوردبین سے بھی مشکل سے نظر آنے والا سیل (Cell) ایک مضبوط توانا عقل و ہوش والا انسان بن جاتا ہے۔ اور پھر اپنے ہی خالق کے ہونے پر شک کرنے لگتا ہے۔

ہونٹ، زبان اور تالو کے اجزاء کو سینکڑوں انداز میں حرکت دینا کس نے سکھایا کہ آوازیں پیدا ہو سکیں۔ ان آوازوں کو دماغ کے کروڑوں خلیات کے ذریعے معنی دینا کس نے پڑھایا؟ پُر معنی الفاظ اور ہزاروں زبانوں کا خالق کون ہے؟

کوئی بھی نہیں بس ایک حادثہ ہے!

کائنات ایک انتہائی حساس کارخانہ کی مانند ہے جسکی ہر چیز ایک خاص حساب اور قواعد کے تحت کام کر رہی ہے، اسکے اٹل قوانین ہیں جن کے بارے میں سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اگر ان میں انتہائی معمولی تفاوت بھی آجائے تو کائنات ختم ہو جائے۔ کشش ثقل، ایٹم کے اندر مقناطیسی طاقت کی نسبت کئی گنا کمزور ہے، اگر یہ تھوڑا سا بھی زیادہ ہوتی تو کائنات کب کی ختم ہو گئی ہوتی اور اگر تھوڑا سا کم ہوتی تو ابھی تک فضا دھویں سے بھری ہوتی۔ اگر ایٹم کے اندر الیکٹران کا چارج پروٹون کی نسبت اربواں حصہ بھی کم ہوتا تو کوئی نباتاتی اور حیوانی زندگی ممکن نہ ہوتی۔ غرض قدرتی طاقتوں میں ذرہ برابر تفاوت کائنات کے نظام کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتا۔

کیسی عجیب بات ہے کہ وہ یہ نہیں سوچتے کہ اس انتہائی باریک حساب کے پیچھے کوئی ذی شعور حساب دان بھی ہے؟

کیا یہ ممکن ہے کہ بے جان ایٹموں نے باہمی مشورہ سے یہ سب کچھ خود ہی ڈیزائن کر لیا ہو، خود ہی بنالیا ہو اور خود ہی چلا لیا ہو؟

سائنس نے ابھی تک جدھر بھی دیکھا ہے، ایٹم کا جگر ہو یا کہکشاؤں کا عظیم تر نظام، ہر چیز کے اندر اپنا اپنا کلاک بند ہے۔ ستارے انہی کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں، چاند اپنے کلاک ۴/۱-۲۷ دنوں کے بعد اپنے محور پر ایک چکر کاٹتا ہے، سورج ہر گیارہ سال کے بعد تاؤ میں آتا ہے۔ زمین ایک سال کے بعد اپنی پہلی حالت پر واپس آ جاتی ہے، 24 گھنٹوں میں اپنے محور پر ایک دفعہ گھوم کر اپنے اوپر چپہ چپہ کو دن رات بخشی ہے، جانور اپنے اندرونی کلاک کے مطابق اپنی افزائش نسل کا انتظام کرتے ہیں۔ آدمی بھی پیدائش سے قبر تک اپنے اندر کے کلاک کی ٹک ٹک پر زندگی کے مختلف ادوار سے گزرتا ہے، ریڈیائی عناصر ایک مقرر حساب کے مطابق ہر آن شعاؤں کو چھوڑتے ہیں۔ یوں کائنات کا ہر نظام اپنے اپنے پروگرام کا پابند ہے۔ یہاں ہر ایک اپنے مقررہ راستہ پر چل رہا ہے۔

کیا یہ عظیم الشان پروگرام محض ایک حادثہ ہے؟

کون ہے وہ جس نے سات سو میل اوپر زمین کو اوزان گیس (Ozon Gas) کا غلاف اڑھا دیا تاکہ سورج کی طاقتور الٹرا وائلٹ شعاعوں کو نیچے آنے سے روک دیا جائے تاکہ حیوانی زندگی کو قائم رکھا جاسکے؟

کون ہے وہ جو اس مضبوط آسمانی نظام کو کروڑوں سالوں سے قائم رکھے ہوئے ہے جس میں دراڑ آجائے تو زندگی بھسم ہو کر رہ جائے؟

کون ہے وہ جس نے زمین اور سورج کے درمیان انتہائی مناسب فاصلہ قائم کیا تاکہ زندگی پھلے پھولے؟

کیا یہ سب کسی حادثہ کا نتیجہ ہے؟

کیا زمین کے اوپر سینکڑوں میل تک ہوائی نمندہ کی تشکیل بھی ایک حادثہ ہے تاکہ زمین کی طرف روزانہ آنے والے لاکھوں شہاب ثاقب اس پر پہنچنے سے پہلے جل کر بھسم ہو جائیں، موسم بدلتے ہیں، بارشیں ہوتی رہیں اور سورج کی گرمی زمین کو مناسب درجہ حرارت پر رکھے؟

کیا یہ بھی حادثہ ہے جس نے درختوں کو سکھا دیا کہ سورج سے روشنی، ہوا سے کاربن ڈائی آکسائیڈ اور زمین سے پانی لیکر اپنے جسم بناؤ اور اس کے بدلے ہوا کو آکسیجن دو جو حیوانی زندگی کے لئے ضروری ہے؟

کیا یہ بھی حادثہ ہے جس نے ایک ہی پانی، ایک ہی زمین، ایک ہی سورج کی توانائی سے لاکھوں مختلف قسم کی نباتاتی مخلوق کو پیدا کر دیا؟

کیا یہ بھی حادثہ ہے جس نے زمین کو انسان کے لئے ہر طرح کے معدنیات، اور حیوانات سے بھر دیا؟

کیا یہ بھی حادثہ ہے کہ ہر دو انسان مختلف ہیں حتیٰ کہ اربوں انسانوں میں سے کسی دو کی انگلیوں کے نشان تک نہیں ملتے، کسی کی کسی سے شکل نہیں ملتی، ہر ایک کی اپنی اپنی فضیلت ہے لیکن اس قدر تفاوتوں کے باوجود آدمیت میں سب یکساں ہیں؟

اگر پھر بھی آپ شک میں ہیں تو اس عالیشان نظام کو کون برقرار رکھ رہا ہے؟

کیا یہ بھی ایک حادثہ ہے؟

انسان کی بنائی ہوئی معمولی سی مصنوعات کے لئے بھی کوئی ڈیزائنر کوئی کاریگر، کوئی خالق چاہیے لیکن یہ لامحدود کائنات اپنی تمام تر رنگینیوں کے باوجود یونہی بن گئی تھی۔ انسان کے اپنے بنائے ہر نظام کو چلانے کے لئے کسی سپروائزر کی ضرورت ہے لیکن یہ لامحدود وسعت اور پیچیدگی والا کائناتی نظام بغیر کسی ہمہ وقت، حاضر مستعد، قدیر، حکیم، بصیر، علیم ہستی یونہی چلتا جاتا ہے۔

کیا آپ کی عقل یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے؟

تسلیم کرو یا نہ کرو، کائنات کا ایٹم ایٹم پکار پکار کر یہ باور کراتا ہے کہ اسکو کوئی بنانے والا ہے، کوئی چلانے والا ہے، کوئی سنبھالنے والا ہے، اسکی ہستی سے انکار ناممکن ہے۔

وہی ہے اللہ۔

ربِّ کائنات، بے مثال ذاتِ پاک جو اپنی تمام تر تخلیقات سے یکتا، ہر جگہ
موجود، ہر چیز کا محافظ، ہر آن سے واقف، ہر آہٹ کا سننے والا، زمان و
مکان کا خالق، عقل کل، سراسر علم۔

وہ جس نے ہر چیز کو محیط کیا ہو ہے۔

وہ جو ہر جگہ، ہر آن موجود ہے۔

وہ جو ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے۔

وہ جو محبت کا سرچشمہ ہے۔

وہ جو اپنے نہ ماننے والوں کو بھی پالتا ہے۔

وہ جو اول بھی ہے آخر بھی۔

وہ جو ظاہر بھی ہے باطن بھی۔

اپنی ذات میں بے مثل، کمال میں لا جواب۔

وہی ہے اللہ

کائنات کا ذرہ ذرہ اسکی ہستی کا گواہ ہے، پھول ہو کہ پتی، ریت کا ذرہ ہو یا پانی کی بوند، آسمان ہو یا زمین، سبھی اسکی تسبیح میں رطب اللسان ہیں، سبھی اسکے حکم کے منتظر ہیں، اسکے قوانین کے پابند ہیں۔ وہی سب کا خالق، سب کا پالنے والا، سب کا حساب لینے والا، سب کی زندگی اور موت کا فیصلہ کرنے والا ہے، سب کے اندر، سب کے باہر، جس کا حکم ہر جگہ ہر وقت کار فرما ہے۔ بنانے کے لئے پہنچنے کے لئے، کنٹرول کے لئے، نہ اسے وقت چاہے نہ جگہ۔ زمان ہے کہ مکان، توانائی ہے کہ مادہ سبھی اسکی صفات کے مظہر ہیں۔

وہی ہے اللہ

عجیب بات ہے کہ اس کی حکومت میں رہتے ہوئے ہم اسی سے سرکشی کرتے ہیں۔ میرے دوست آؤ کہ ہم دل و جان سے مان لیں اور خوب پہچان لیں کہ:-

ہمارا رب، ہمارا پالنہار، ہمارا دوست، ہمارا مالک، وہ جسکی طرف سے ہم آئیں ہیں اور جس کی طرف ہم نے واپس جانا ہے اللہ ہے۔

وہی اللہ جو کائنات کے اندر اور باہر ذرے ذرے کو محیط کئے ہوئے ہے۔ ہر چیز کا ماضی حال اور مستقبل اس کے سامنے ہے۔ اس کے ماسوا کوئی طاقت اور قوت نہیں۔ ساری کی ساری کائنات اس کے "کن" کے اشارے پر معرض وجود میں آگئی جس کی قدرت کا یہ حال ہے کہ کائنات اس کی مٹھی میں ہے۔

وہی ہے اللہ

جو باوجود اپنی لا انتہا عظمت، شان و شوکت، قدرت اور طاقت کے اپنے بندوں سے اس قدر پیار کرتا ہے کہ ماں کا پیار اس کے پیار کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ رحمت اس نے اوپر لازم کر لی کہ اپنے باغیوں کی بھی برابر پرورش کرتا ہے۔ صبر کا یہ حال ہے کہ شیطان جیسے باغی کو بھی پوری مہلت دیتا ہے۔ کرم کی یہ شان ہے کہ بنی

آدم، خواہ مؤمن ہو یا کافر اس کو مکرم بنادیا۔ حلیم اتنا کہ انسان کو جب نیک اعمال کا مشورہ دیتا ہے تو کہتا ہے کہ تم مجھے یہ قرض دے رہے ہو۔ معاف کرنے والا ایسا ہے کہ باغی سے باغی شرمسار ہو کر جب ایک قدم آگے بڑھاتا ہے تو وہ دس قدم آگے بڑھ کر اس کی عزت افزائی کرتا ہے۔

وہی ہے اللہ

جسکی قربت ایسی کہ شاہ رگ سے قریب تر ہے، پیار ایسا کہ زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا لیکن مؤمن کے دل میں، محب ایسا کہ مخلوق اس کا کنبہ ہے، منصف ایسا کہ زمین و آسمان اس کے سامنے کانپتے ہیں۔ جابر ایسا کہ جسکے سامنے کسی کی سفارش کام نہیں کرتی جب تک کہ وہ خود نہ چاہے۔ ہستی ایسی کہ وہ سب کو دیکھتا ہے لیکن کوئی آنکھ اس کا ادراک نہیں کر سکتی۔

وہی ہے اللہ

واحد یکتا، اپنی مخلوق سے بے نیاز، ہر نقص سے پاک اپنی حقیقت میں بے مثال، کمال لاجواب، اٹل اور مکمل، نہ وہ پیدا کیا گیا، نہ اس نے اپنی ذات سے کسی کو پیدا کیا، وحدہ لا شریک، زمان و مکان سے بالاتر، جس کا کوئی ہمسر نہیں، الفاظ جس کی شان کو بیان نہیں کر سکتے لیکن ذرہ ذرہ اس کی پہچان ہے۔ نغمہ نغمہ اس کی آواز ہے۔ بہترین ساتھ، لازوال دوست، نور ہی نور، بے آباد دلوں کو آباد کرنے والا، گمراہوں کو ہدایت دینے والا، کرم کا بادشاہ۔

وہی ہے اللہ

کیسی عجیب بات ہے دوست کہ ہم اللہ تعالیٰ کے وجود کو تو مانتے ہیں لیکن اس کی عظمت کا اقرار نہیں کرتے؟ انسانی معاشرہ کے لئے قانون اور انصاف کی عدالتوں کا تقاضا کرتے ہیں لیکن اس کے انصاف اور حساب کتاب کا نہیں سوچتے۔ اس کی سلطنت میں رہتے ہیں لیکن اس کے قانون کی پرواہ نہیں کرتے۔

سائنس کی تو یہ بات مانتے ہیں کہ کائنات میں ہر چیز با مقصد ہے
لیکن اپنی حیات کے مقصد کو جاننے کی کوشش نہیں کرتے۔

سورج اپنا کام کر رہا ہے، زمین اپنے کام میں لگی ہوئی ہے، سمندر اپنا
فرض کو ادا کرنے میں مستعد ہیں، ہوائیں اپنے کام میں لگے ہوئی
ہیں، غرض یہاں کوئی نہیں جو اپنے مقصدِ حیات کو پورا نہ کر رہا ہو۔

عجیب بات ہے کہ ہم اپنے مقصدِ حیات سے بے خبر ہیں۔!

پندرہ ارب سال کی بات ہے کہ زمین و آسمان کے سب عناصر کا
آغاز ہائڈروجن کے سادہ عنصر سے ہوا۔ پھر اربوں سالوں پر محیط
عرصہ میں ایٹمی دھماکوں کے عمل سے ستاروں میں پیچیدہ سے
پیچیدہ تر عناصر کی تخلیق ہوتی رہی۔ ایک سے دو، دو سے تین، تین
سے چار اور یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا۔

یوں وہ وہ عناصر جن سے ہماری زمین کو تخلیق ہونا تھا، ہمارے
اجسام کو تشکیل پانا تھا ان کو بنانے کے لئے خالق کائنات ستاروں کو

یکے بعد دیگرے دھماکہ سے اڑاتا رہا۔ پھر اربوں میلوں پر بکھرے ہوئے ان اجزاء کو اکٹھا کیا، اربوں ستاروں اور بے شمار سیاروں اور زمین کو انسان کے استقبال کے لئے بنایا، جو قرآن مجید کے مطابق کائنات کی غرض و غایت ہے، ڈیزائن میں قدیم ترین اور ظہور میں جدید ترین، اور اپنی صفات، میں احسن التقویم ہے۔

لیکن ہوش سے کام نہ لے گا تو اسفل السافلین ہے۔

میرے بھائی، میری بہن، میرے دوست! یاد رکھو!

زندگی زمین کے لئے نہیں آسمان کے لئے ہے۔ یہ جسم کے لیے نہیں، روح کو سنوارنے کے لئے ہے۔ ہمارا اصلی گھر زمین پر نہیں، جنت میں ہے۔ لیکن وہاں کامیاب ہو کر وہی جاسکے گا جو زمین سے دل لگانے کے بجائے آخرت کی فکر کرے گا، جو شیطان سے بچ بچ کر رہنے کے سامنے جھکے گا۔

یہی ہے مقصدِ حیات

قربان جائے اپنے رب کی مہربانی پر کہ انسانی تاریخ میں کوئی ایسا دور نہیں آیا جب اس نے اپنی طرف بلانے کے لئے انسان کی رہنمائی نہ کی ہو۔ وہ ذاتِ پاک ہماری فلاح کے لئے مسلسل اپنے خاص بندے بھیجتے رہے جنہیں ہم اللہ کے نبی اور رسول کہتے ہیں۔ جب انسانی تہذیب اللہ تعالیٰ کے پیغام کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کرنے کے قابل ہو گئی تو اس نے اپنا آخری پیغمبر ﷺ بھیج دیا، جنہوں نے لوگوں کو اسلام پر بلایا، وہی اسلام جو آپ ﷺ سے پہلے تمام نبیوں کا دین تھا، وہ دین جس پر اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت کو بنایا ہے۔ آئیے اس دین کو روح اور دل میں سمالیں۔

یہی ہے مقصدِ حیات

اس دین فطرت کا منبع قرآنِ کریم ہے، صراطِ مستقیم کی درخشندہ کتاب، حق و باطل کے معیار کا پیمانہ، تمام نبیوں کی تصدیق کرنے والا، ایک اللہ کے نام پر سب کو اکٹھا کرنے والا، خاندانی نظام،

معاشرہ کے سکھ چین، انسانی تہذیب کی سلامتی اور انسانی حقوق کی ضمانت، انسانیت کی وحدت کی بنیاد، دنیا کی زندگی کو جنت بنانے والا اور آخرت میں جنت میں لے جانے والا، یہ ہے وہ قرآن۔

یہی نجات کا راستہ ہے۔

میرے دوست! جس کسی نے بھی قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کی اتباع کی، وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہوا۔ جس نے بھی خلوص کے ساتھ سیدھے راستے کو تلاش کیا وہ کامیاب ہوا، لیکن جو اپنی فطرت کے خلاف گیا وہ جنت کے راستے سے ہٹ کر جہنم کی طرف چل پڑا۔

اے زمان و مکان کے مسافروں، اے میرے پیارے ساتھیو!

زندگی کا حاصل "لبیک" میں ہے۔

لبیک۔ اللھم لبیک۔ لبیک۔ لا شریک لک لبیک۔ ان الحمد و النعمۃ لک
والملک۔ لا شریک لک۔ لبیک۔ اللھم لبیک۔ لبیک۔۔۔۔۔

حاضر ہوں۔ میرے مولا میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں۔ بے شک ہر طرح کی ستائش اور حکومت تیرے ہی لیے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ مولا میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ کے حضور قلب کی اس حاضری ہی میں سب کچھ ہے۔ جس کا کوڈور ڈ ہے:-

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

تسلیم و رضا کے ساتھ جب کوئی بندہ یہ کلمہ پڑھتا ہے تو اسے حاضری نصیب ہو جاتی ہے۔ اسلئے بار بار کہو ہزار بار کہو۔

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

اسی میں نجات ہے۔ اسی میں دنیا و آخرت کی فلاح ہے، یہی
رحمت العالمین کا پیغام ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
تُفْلِحُوا ۝

"اے نوع انسانی کہو کوئی خدا نہیں مگر اللہ۔ فلاح پاؤ گے۔"

دعوتِ عمل

محترم، محترمہ، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

پاکستان ورچوئل لائبریری 2010ء سے مقدور بھر عالمی سطح پر جدید تقاضوں کے مطابق اللہ کے دین کا تعارف بذریعہ خط و کتابت، مقالہ جات اور کتب کی تقسیم کے ذریعے کر رہی ہے۔ اس دوران انگریزی اور اردو زبان میں قرآن الحکیم کے ترجمے، اسلام کے بنیادی عقائد، مثلاً توحید، رسالت اور آخرت کے علاوہ بھی اسلامی معاشی اور سوشل سسٹم کے حوالہ سے بے شمار کتابیں، مقالہ جات اور پمفلٹ تقسیم کئے گئے ہیں۔

خط و کتابت کے ذریعے تبلیغ کے اس طریقہ کار کا آغاز جنابِ خاتم النبیین رسول اللہ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے چھ ہجری میں کیا اور اپنی حیاتِ طیبہ میں 250 سے زیادہ خطوط اور وثیقہ

جات اس وقت کی اہم شخصیات کو اسلام کی طرف بلانے کے لئے لکھے۔ یوں یہ طریقہ اپنی نوعیت میں ایک بہت اہم سنتِ طیبہ ہے۔

افسوس کہ آج کے مسلمان نبی پاک ﷺ کی اس سنت طیبہ کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے لیکن عیسائی مشنریاں اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا میں اپنا کام کر رہی ہیں۔

آپ سے استدعا ہے کہ اللہ کے دین کو اگے بڑھانے کے لئے اس کام میں تعاون فرمائیں۔ یہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرح ہی ایک اہم فرض ہے۔ اگر آپ لکھ سکتے ہیں تو اسلام کے حوالہ سے موجودہ دور کے مسائل پر لکھیں۔ اگر آپ کو کوئی تحریر پسند آتی ہے تو ہمیں بھیجیں۔ اگر آپ خود چھپوا سکتے ہیں تو چھپوالیں یعنی ہر حال میں لوگوں کو دینِ فطرت کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں آپ خود نہیں پہنچ سکتے وہاں آپ کی تحریر پہنچ سکتی ہے۔ آئیے طے کریں کہ آئندہ مٹھائی

کے بجائے اپنے پیاروں کو اسلام کے متعلق کوئی اچھی کتاب تحفہ میں دیں۔ اسی جذبہ سے اسلام کے بارے میں واقفیت بڑھانے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے دور جدید کے تقاضوں کے حوالہ سے لکھے گئے پمفلٹ اور مقالہ جات کو خود بھی پڑھیں اور دوسرے بھائی بہنوں تک بھی پہنچائیں۔ بے شک کسی کو جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش کرنا بہترین انسانی خدمت ہے اور یہی راۃ نجات ہے۔

سعید خان

ایڈمن پاکستان ورچوئل لائبریری

admin@pdfbooksfree.pk

saeedk86@gmail.com

- ایک انسان کا دوسرے پر یہ حق ہے کہ وہ اسے جہنم میں جلتے سے بچائے۔
- یہی انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہے۔
- یہی راہ نجات ہے۔
- آئیے اس اہم ترین کام کے لئے مل جل کر ایک دوسرے کی مدد کریں۔ اپنے آپ، اپنے اہل خانہ اپنے تعلق داروں اور جملہ انسانوں کو جہنم کی آگ سے بچالینے میں مدد کریں۔

PDFBOOKSFREE.PK

القرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن

60-C ناظم الدین روڈ، F-8/4 اسلام آباد

Tel: 2255107, 2260001